۱۹۱

علّامہ اقبال کے احباب

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
اقبال سائبر لائبریری
©2002-2006

عبدالکافی ادیب

192

بیا بہ مجلسِ اقبال و یک دو ساغر کش

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

علامہ اقبالؔ کو زندگی میں بے حد مقبولیت حاصل رہی ہے ۔ وہ کثیر الاحباب تھے ۔ ان کے ہاں اکثر اوقات محفلیں جمی رہتیں ۔ علمی مجالس منعقد ہوا کرتیں ۔ ملکی ، سیاسی اور دیگر معاشرتی مسائل پر گفتگو ہوا کرتی ۔ برصغیر کی مشہور علمی اور سیاسی شخصیتوں سے علامہ اقبالؔ کی خط و کتابت تھی ۔ ان میں بعض ایسی شخصیتیں بھی تھیں جن سے خود علامہ اقبالؔ متاثر تھے اور گاہے گاہے ان سے مباحث و گفتگو رہتی تھی ۔

بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ سے علامہ اقبالؔ کی خط و کتابت کا سلسلہ طویل عرصے تک رہا اور خطوط کے ذریعے وہ اکثر اہم سیاسی مسائل کی گتھیاں سلجھاتے رہے ۔ نادر شاہ شہید والیٔ افغانستان سے ان کی ملاقات لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر ہوئی تھی ۔ دونوں ایک دوسرے سے متاثر ہوئے ۔ بعد میں نادر شاہؒ نے افغانستان پہنچ کر ، ملکی حالات پر قابو پانے کے بعد ، علامہ اقبالؔ سے علمی و مذہبی امور کے سلسلے میں مشورہ لینے کے لیے ، انہیں افغانستان کے دورے کی دعوت دی ۔

اٹلی کے ڈکٹیٹر اور فاشسٹ تحریک کے بانی مسولینی سے علامہ اقبالؔ کو اس وقت ملنے کا اتفاق ہوا جب وہ اٹلی کے سفر پر تھے اور روما میں مقیم تھے ۔ مسولینی کو اطلاع ملی تو اس نے اپنے آدمی کے ذریعے علامہ اقبالؔ کو کہلا بھیجا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں ۔ علامہ نے دعوت قبول کی اور مسولینی سے ملنے تشریف لے گئے ۔ دیر تک گفتگو ہوتی رہی ۔ بعد میں علامہ اقبالؔ نے مسولینی کو بغیر بائیبل کے پیغمبر کہا ۔

علامہ اقبالؔ کے چند مخالفین بھی تھے ۔ سر شادی لال پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے جب حکومت نے علامہ اقبالؔ کو ہائی کورٹ کا جج مقرر کرنے کے سلسلے میں سر شادی لال سے مشورہ مانگا تو انہوں نے ان الفاظ میں اس تجویز کی مخالفت کی :

" We know him as a poet, But we do not know him as a lawyer."

یہاں میں ان شخصیتوں کا ذکر کروں گا جن کا کسی نہ کسی طور علامہ اقبالؔ سے نزدیکی تعلق رہا اس میں ایسے لوگوں کا ذکر بھی ہے جو علامہ اقبالؔ سے گہری عقیدت رکھتے تھے اور اُن کی مجالس میں شریک ہو کر ان کی گفتگو سے مستفید ہوتے ۔ ان احباب میں اعلیٰ سرکاری حکام سے لے کر اخبار نویس تک شامل تھے :۔

میکلگن پنجاب کے گورنر تھے جنہوں نے حکومت برطانیہ کو علامہ اقبالؔ کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں "نائٹ ہڈ" دینے کی سفارش کی تھی ۔ بعد میں علامہ اقبالؔ کے مشورے پر میکلگن نے مولوی سیّد میر حسن کو شمس العلماء کی سفارش کی تھی جو علامہ اقبالؔ کے استاد تھے ۔

میلکم ہیلی پنجاب کے گورنر تھے ۔ علامہ اقبالؔ سے علیک سلیک تھی ۔ جب اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو میلکم ہیلی نے علامہ اقبالؔ کو چائے پر بلوایا تھا ۔ اس دعوت میں بہت سے معززین شہر بھی شریک تھے ۔ علامہ اقبالؔ نے ڈاکٹر علی نقی کو ایک شعر لکھ کر دیا جسے ڈاکٹر علی نقی نے ، نہایت خوشخط لکھ کر ۔ اس تقریب میں گورنر کو پیش کیا ۔ شعر یہ تھا ؎

پنجاب کی کشتی کو دیا اس نے سہارا
تابندہ ہمیشہ رہے ہیلی کا ستارا

سر مالکم ڈارلنگ برطانوی پنجاب میں فنانشل کمشنر تھے اور حضرت علامہ کے دوست اور قدردان تھے ۔ دیہات سدھار اور محکمہ امداد باہمی سے ان کا بڑا تعلق رہا ۔ "پنجابی کاشتکار" ان کی مشہور پُر از معلومات تصنیف تھی ۔ حضرت علامہ سے انہیں بڑا لگاؤ تھا ۔

ڈاکٹر لوکس فارمن کرسچن کالج لاہور کے پرنسپل تھے ۔ ایک دفعہ کالج کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ڈاکٹر لوکس نے علامہ اقبالؔ کو بھی مدعو کیا تھا ۔ علامہ اقبالؔ فرماتے ہیں کہ اجلاس کے اختتام پر چائے کا بندوبست تھا ۔ ہم لوگ چائے پی چکے تو ڈاکٹر لوکس نے مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے ۔ چنانچہ ہم دونوں ایک گوشے میں بیٹھ گئے ۔ ڈاکٹر لوکس کہنے لگے اقبال ! بتاؤ تمہارے پیغمبرؐ

پر قرآنِ کریم کا مفہوم نازل ہوا تھا ؟ چونکہ انہیں صرف عربی زبان آتی تھی ، انہوں نے قرآنِ کریم کو عربی زبان میں منتقل کر لیا ، یا یہ عبارت ہی اس طرح اُتری تھی ؟ میں نے کہا "یہ عبارت ہی اُتری تھی" ڈاکٹر لوکس نے حیران ہو کر کہا "تم جیسا پڑھا لکھا آدمی بھی یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ عبارت ہی اُتری تھی" میں نے کہا "ڈاکٹر لوکس ، یقین ! میرا تجربہ ہے کہ جب مجھ پر شعر پورا اُترتا ہے تو پیغمبر پر عبارت کیوں نہیں پوری اُتری "

مہاراجہ سرکشن پرشاد ریاست حیدر آباد دکن کے مشہور علم دوست وزیر اعظم تھے ۔ علامہ اقبال سے خط و کتابت رہتی تھی ۔ ایک بار علامہ حیدر آباد تشریف لے گئے اور مہاراجہ کشن پرشاد کے یہاں قیام فرمایا ۔ مہاراجہ نے علامہ اقبال کی میزبانی اپنی حیثیت کے مطابق امیرانہ انداز پر کی ۔

سر راس مسعود سر سید احمد خان کے نامور پوتے اور علامہ اقبال کے مداحوں میں سے تھے ، اور علامہ کی ذات سے دلچسپی رکھتے تھے ۔ حیدر آباد دکن میں پہلی ملاقات ہوئی تھی ۔ بعد ازاں علی گڑھ میں علامہ اقبال کی راس مسعود سے تفصیلی ملاقات ہوئی ۔ علامہ نے انہیں مسلم لیگ کی صدارت قبول کرنے کا مشورہ دیا مگر راس مسعود نے علامہ اقبال کے اس مشورے کو سن کر نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ میں فروغِ تعلیم کے اعلیٰ مقاصد کو بہت عزیز رکھتا ہوں ، میرے خیال میں کسی ملک میں تعلیم کے بغیر سیاسی سرگرمیاں بڑے خطرناک انجام سے دوچار ہو سکتی ہیں ، سیاست کے ساتھ علم و شعور ضروری ہے ۔ علامہ اقبال نے راس مسعود کے اس خیال اور جذبے کو بہت سراہا ۔ راس مسعود ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۷ء تک بھوپال میں مقیم رہے ۔ علامہ اقبال کئی بار بھوپال تشریف لے گئے اور سر راس مسعود کے ہاں قیام فرمایا اور ان سے مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیال کیا ۔ یہی حالت بیگم راس مسعود کی بھی تھی ۔ وہ بھی علامہ اقبال کی میزبانی اور خاطر و مدارت میں لگی رہتی تھیں ۔

میاں شاہنواز بیرسٹر ایٹ لا تھے ۔ فالج کی وجہ سے معذور تھے ۔ علامہ اقبال سے مخلصانہ تعلقات تھے ۔ ان کی ایک گاڑی اکثر اوقات علامہ اقبال کے استعمال میں رہتی تھی ۔ سید نذیر نیازی نے "اقبال کے حضور میں" ، میں دلچسپ واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ اسلامیہ کالج لاہور میں انجمن حمایتِ اسلام کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا ۔ علامہ اقبال صدارت گاہ کے عقب میں ، برآمدے کے پاس کھڑے ،

میاں شاہنواز سے باتیں کر رہے تھے۔ کسی نے کہا آپ نے "ٹائمز" کی یہ خبر پڑھی کہ آرچ بشپ آف کنٹربری نے کہا ہے کہ ترکوں نے آرمینوں پر جو مظالم ڈھائے ہیں، ان سے اسلام کا چہرہ داغدار ہو گیا ہے۔ اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی ہے، مسلمانانِ ہند کو چاہیئے کہ اور نہیں تو محض اسلام کی خاطر ہم سے مل جائیں اور ترکوں کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ اس پر میاں صاحب کو بے اختیار ہنسی آگئی، کہنے لگے خوب! بلی، چوہے کو دعوتِ اتحاد دے رہی ہے! اس پر علامہ اقبالؔ نہایت محظوظ ہوئے اور برجستہ یہ قطعہ ارشاد فرمایا۔

اخبار میں یہ لکھتا ہے لندن کا پادری
ہم کو نہیں ہے مذہبِ اسلام سے عناد
لیکن وہ ظلم ننگ ہے تہذیب کے لیے
کرتے ہیں ارمنوں پہ جو ترکانِ بد نہاد
مُسلم بھی ہوں حمایتِ حق میں ہمارے ساتھ
مٹ جائے تاجہاں سے بنائے شر و فساد
سُن کر یہ بات خوب کہا شاہنواز نے
بلی چوہے کو دیتی ہے پیغامِ اتحاد!

سردار سُندر سنگھ مجیٹھیا

ہندوستان کی مشہور شخصیت تھے۔ علامہ اقبالؔ کی وفات کی خبر سُن کر وہ دیوانہ وار علامہ اقبالؔ کی قیام گاہ پر پہنچے۔ جنازے پر ہار ڈالتے ہوئے ان کا چہرہ رنج و ملال کی تصویر بن کر رہ گیا تھا۔

امراؤ سنگھ مجیٹھیا

سردار سُندر سنگھ مجیٹھیا کے بھائی تھے جن سے علامہ اقبال کے دیرینہ مراسم تھے۔ امراؤ سنگھ سے علامہ اقبالؔ کی ملاقات ہوئی تھی اور علامہ انہیں کی معیت میں، پیرس میں، نپولین کی قبر پر گئے تھے۔

علی بہادر حبیب اللہ آپ شیخ محمد حبیب اللہ کے بیٹے تھے جو سیدہ پور ضلع بارہ بنکی

یو پی کے معروف ومشہور تعلقہ دار تھے۔ آپ بغرض حصولِ تعلیم، عالمِ کم سنی میں، لندن بھیجے گئے تھے اور پندرہ سال بعد وہاں سے وطن لوٹے۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کے کارکن کی حیثیت سے لاہور آئے اور علامہ سے بطورِ خاص ملاقات کی۔ علامہ نے ان سے دریافت کیا کیوں بھئی، ولایت ہو آئے ہو؟ اس کے جواب میں وہ فخریہ انداز میں بولے "جی ہاں! میں آٹھ سال کی عمر ہی میں انگلینڈ چلا گیا تھا" اس جواب کو سُن کر علامہ کی رگِ ظرافت پھڑک اٹھی۔ ان سے رہا نہ گیا، مُسکرا کر کہا "پھر تو یوں کہنا چاہیئے میموں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں"۔

سیّد امجد علی

پاکستان کے وزیرِ خزانہ رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے سفارتی اور دوسرے عہدوں پر بھی فائز رہ چکے ہیں۔ لندن میں گول میز کانفرنس کے دوران سیّد امجد علی علامہ کے رفیقِ سفر رہے۔ اس تاریخی سفر و قیامِ یورپ اور کانفرنسوں کے دوران متعدد ایسے واقعات و مشاہدات اور ملفوظات کا سلسلہ جاری رہا جنہیں سیّد امجد علی قلم بند کرتے رہے۔

چودھری محمد حسین بھاونگی

آپ سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ اسلامیہ کالج لاہور کے سینئر طلبہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ علامہ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آگے چل کر یہی محمد حسین علامہ کے قریبی دوست و معتمد بن گئے۔ علامہ سے اسی دوستی، اعتماد اور قربت کے سبب، علامہ کے انتقال کے بعد ان کے بچوں کے جو ولی مقرر ہوئے، ان میں چودھری محمد حسین بھی شامل تھے۔

سید سلامت اللہ شاہ

آپ کانگرس کے حامی تھے مگر صرف آزادی کی حد تک، یعنی اس عام خیال کے تحت جو مسلمانوں میں پھیل گیا تھا کہ سرِدست کانگرس سے مل کر آزادی حاصل کی جائے، بعد میں ہندوؤں سے نپٹ لیا جائے گا۔ ظاہر ہے یہ سارا معاملہ جذباتی تھا۔ انہیں علامہ اقبال سے عقیدت تھی۔

محمد اسد

آپ یہودی النسل تھے۔ ان کا اصلی نام لیوپولڈ ویز Leopold Weiss تھا۔

IqbalCyberLibrary All rights reserved. 2002-2006 ©

آسٹریا کے باشندے تھے۔ مشہور صحافی تھے۔ انہوں نے اسلام سے متاثر ہو کر دو کتابیں لکھیں Mecca اور Road to Islam at the cross road ۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران بسلسلہ صحافت شام و مصر و فلسطین آئے۔ خود ہی اسلام قبول کیا اور Leopold کی مناسبت سے محمد اسد نام رکھا۔ قیام پاکستان کے بعد محکمہ تعمیر اسلامی مغربی پنجاب کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے تھے۔ دفتر خارجہ سے بھی منسلک رہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے۔ بالآخر یورپ واپس چلے گئے۔ علامہ اقبال کے عقیدت مندوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

چودھری رحمت علی

علامہ اقبال کے ان چند عقیدت مندوں میں سے ایک تھے جو انگلستان سے ۱۹۰۸ء میں علامہ کی واپسی کے بعد ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے۔ بڑے جوشیلے قسم کے طالب علم تھے۔ علامہ ان سے بڑی شفقت سے پیش آتے تھے۔ چودھری رحمت علی نے آگے چل کر قومی تحریکوں میں میں حصہ لیا اور نام پایا۔ پاکستان کا نام انہی کا تجویز کردہ ہے۔

عبدالحکیم چڑکی

بھوپال میں قیام کے دوران علامہ اقبال کی خدمت میں عبدالحکیم نامی ایک عقیدت مند حاضر ہوا جو اپنی ظرافت طبع اور بزلہ سنجی کے سبب "چڑکی" کے نام سے مشہور تھا۔ وہ لوگوں کا مزاج شناس تھا۔ علامہ اقبال اس سے خاصے مانوس تھے۔ یہی چڑکی تھا جس نے علامہ اقبال کے انتقال کی خبر سنی تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیا اور ایصال ثواب کے لیے اپنی ساری پونجی خیرات کر دی۔

فاطمہ بیگم

آپ مشہور عالم اور "پیسہ اخبار" کے مالک و مدیر مولوی محبوب عالم کی صاحب زادی تھیں۔ سماجی کاموں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتی تھیں۔ ان کی مخلصانہ جدوجہد کی بدولت لاہور میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے کئی ادارے قائم ہو چکے تھے۔ یہ کام اس زمانے میں آسان نہیں تھا۔ قدم قدم پر رکاوٹیں پیش آتی تھیں۔ مسلمانوں کا معاشرہ لڑکیوں کی تعلیم کو برداشت کرتے ہوئے ناگواری محسوس کرتا تھا۔ فاطمہ بیگم کو اس جدوجہد میں لوگوں کے طعنے گوارا کرنے پڑے۔ وہ گاہ بگاہ

علامہ اقبال کے پاس مشورہ لینے آیا کرتی تھیں۔ علامہ ان کی ہمت بندھاتے اور ایسی پُرامید باتیں کرتے کہ فاطمہ بیگم کے اندر حوصلہ پیدا ہو جاتا اور ان کی دل شکستگی، مایوسی میں تبدیل نہ ہونے پاتی۔

خواجہ صمد

ایک خوش حال تاجر اور صاف دل انسان تھے۔ ۱۹۱۱ء کا واقعہ ہے جب انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں علامہ اقبال نے مشہور "شکوہ" خاص انداز میں پڑھی۔ علامہ اپنی نظم پڑھ چکے تو خواجہ صمد نامی ایک بڑے مداح اور قدر شناس آگے بڑھے اور جوشِ مسرت میں اپنا قیمتی دوشالہ علامہ کے شانوں پر ڈال دیا۔

علامہ نے دوشالہ اسی وقت جلسے کے منتظمین کو دے دیا۔

ڈاکٹر مظفر الدین

لاہور کے باشندے تھے۔ ۲۲-۱۹۲۱ء تک اسلامیہ کالج لاہور میں کیمیا کے اُستاد رہے پھر جرمنی چلے گئے۔ فارغ التحصیل ہو کر واپس آئے تو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن میں شعبۂ کیمیا کے صدر مقرر ہوئے۔ تقسیمِ ملک کے بعد حکومت پنجاب کے ماتحت ڈائریکٹر انڈسٹریز کا عہدہ سنبھالا۔ علامہ کے ارادتمندوں میں سے تھے۔

حکیم احمد شجاع

علامہ اقبال کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ انہوں نے علامہ کے ساتھ مل کر نونہالانِ قوم کی صحیح ذہنی نشوونما اور معیاری تعلیم و تربیت کی خاطر تعلیمی نصاب کی ترتیب و تشکیل کی تھی اور اُردو کورس کے نام سے چھٹی، ساتویں، اور آٹھویں جماعت کے لیے کتابیں علامہ کے خیال اور رجحان کے مطابق مرتب کیں جنہیں پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے نصاب میں شامل کرنے کی باضابطہ منظوری دے دی۔

ڈاکٹر محمد دین تاثیر

علمی و ادبی حلقوں میں ڈاکٹر تاثیر کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ علامہ موصوف کی خاص

صحبتوں میں شریک ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی کوششوں سے مجلہ "کارواں" جاری کیا جس کی ملک کے طول و عرض میں خاص دھوم تھی۔ علامہ کے ان سے گہرے خاندانی مراسم تھے۔ ڈاکٹر تاثیر نے جب ایک انگلش لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو علامہ اقبال نے اس معاملے میں دلچسپی لی اور اسلامی طریقے پر شادی کے لیے دوسرے وکلاء کے ساتھ کاغذات ترتیب دیے اور خود ہی نکاح کا دن اور وقت مقرر کیا۔ علامہ اقبال علالت کے سبب چل پھر نہ سکتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ مقررہ وقت پر قیام گاہ پہنچے۔ انگلش لڑکی کو کلمہ طیبہ پڑھوایا جب وہ باقاعدہ مسلمان ہو گئی تو خود نکاح پڑھایا۔

عبداللہ چغتائی

انہیں علامہ سے بڑا لگاؤ تھا۔ علامہ ان کی ملاقات کے منتظر رہتے اور ان کی باتیں سنتے اور محظوظ ہوتے۔ اگر ان سے ملاقات ہوئے زیادہ مدت ہو جاتی تو خود انہیں بلواتے۔ ایک بار چغتائی صاحب خاصے عرصے کے بعد علامہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علامہ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ عبداللہ! اتنے دنوں تک کہاں تھے؟ چغتائی صاحب نے جواب دیا ڈاکٹر صاحب ایک عرض کروں آج کل اس قدر مصروفیت رہتی ہے کہ فرصت ہی نہیں ملتی، فرصت ملتی ہے تو وقت نہیں ملتا۔ علامہ نے اس جواب پر بے اختیار قہقہہ لگایا اور فرمایا "عبداللہ! تم نے آج وہ بات کہی جو آئن سٹائن کے باپ کو بھی نہیں سوجھی ہو گی۔"

مولوی محمد دین

مولوی محمد دین بڑے سرگرم اور مخلص کارکن تھے۔ انہوں نے حزب الاحناف کے نام سے ایک انجمن قائم کی۔ اپنے عقائد میں بڑے متشدد تھے۔ احناف کے نزدیک ہر وہابی کافر تھا۔ علامہ نے اسے "مولوی باز" کا خطاب دے رکھا تھا۔

ملک برکت علی

یہ وکیل اور مشہور قانون دان تھے۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں برسوں لیگ کی نمائندگی کرتے رہے۔ بڑے مخلص اور دیانت دار کارکن تھے۔ علامہ اقبال سے گہرے تعلقات تھے۔

شیخ گلاب دین

شیخ گلاب دین سیالکوٹ کے مشہور وکیل تھے۔ مولوی میر حسن کے شاگرد تھے۔ اپنے اُستاد کے مشورے پر لاہور چلے آئے اور وکالت کی۔ لاہور میں بڑی جائداد فراہم کی۔ علامہ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ اکثر ملاقات کے لیے آتے تھے۔ پرانی انارکلی میں شیخ گلاب دین میمورئیل ہاسپٹل قائم کیا۔

نانک چند

نانک چند، علامہ اقبال کے استاد مولوی میر حسن کی محفلوں میں اکثر شریک ہوتے تھے۔ علامہ سے بھی انہیں بہت عقیدت تھی۔

ملک لال دین قیصر

ملک لال دین قیصر لاہور کے بڑے سرگرم اور پرانے خلافتی کارکن تھے۔ علامہ اقبال سے ملاقات رہتی تھی۔ ۱۹۵۸ء میں ان کا انتقال ہوا۔

شیخ عظیم اللہ

شیخ عظیم اللہ وکیل تھے انجمن حمایت اسلام کے سیکرٹری اور کارکن بھی تھے۔ علامہ اقبال کی خدمت میں اکثر اوقات مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔

منشی طاہر الدین

منشی طاہر الدین مشہور دوا "دل روز" کے موجد تھے۔ نہایت مخلص، دیانت دار اور نیک منش انسان تھے۔ علامہ سے مخلصانہ وابستگی رہی۔

حکیم فقیر محمد چشتی

حکیم فقیر محمد چشتی حضرت علامہ کے احباب میں سے تھے۔ "اسرارِ خودی" کا پہلا نسخہ انہی کے اہتمام سے شائع ہوا۔ حکیم صاحب کو طب میں مہارت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ

خطاطی میں بھی ماہر تھے۔ طبیعت کے بڑے شگفتہ، بڑے بذلہ سنج، بڑے وضع دار اور احباب نواز تھے۔

سیّد سلیمان ندوی

آپ ممتاز عالم دین اور مولانا شبلی نعمانی کے شاگردِ خاص تھے اور سیرت النبیؐ کی باقی جلدوں کے مصنف تھے۔ علامہ دینی، علمی اور فقہی مسائل میں ان سے مشورہ کیا کرتے اور ان بہت عزت کرتے تھے۔ جب حکومت افغانستان نے بعض مذہبی اور تعلیمی امور میں صلاح و مشورت کے لیے علامہ اقبالؒ اور سر راس مسعود کو دعوت دی تو سیّد سلیمان ندوی بھی افغانستان تشریف لے گئے اور "سیرِ افغانستان" نامی کتاب لکھی۔

خان بہادر ملک زمان مہدی

یہ بڑے دردمند اور مخلص انسان تھے۔ ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز رہے۔ ملازمت کے اختتام پر حضرت علامہ کے ایما پر مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ پنجاب مسلم لیگ کے نائب صدر رہے۔ حضرت علامہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔

فقیر سیّد افتخار الدّین

آپ "روزگارِ فقیر" کے مصنف سید وحید الدین کے نانا تھے۔ شروع سے علامہ کے خاندان سے مراسم قائم تھے۔ ایک شعر میں علامہ اقبالؒ نے ان کا ذکر یوں کیا ہے:

درمیانِ انجمن معشوقِ ہرجائی مباش
گاہ با سلطان باشی، گاہ باشی با فقیر

یہاں فقیر سے مُراد سیّد افتخار الدین ہیں اور سلطان سے مُراد سلطان احمد جو علامہ اقبال کے مخلص دوستوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

فقیر سیّد وحید الدّین

آپ "روزگارِ فقیر" کے مصنف تھے۔ ۱۹۱۶ء سے "شاعرِ مشرق" سے خاندانی مراسم قائم تھے، اور عمر بھر علامہ اقبال کے قریبی دوستوں میں رہے۔

مولوی انشاء اللہ خان

آپ اخبار "وطن" کے ایڈیٹر تھے۔ علامہ کے ہاں اکثر آیا جایا کرتے تھے۔ ان دنوں علامہ انارکلی میں رہتے تھے۔ انارکلی میں کشمیری طوائفیں بھی رہتی تھیں۔ ان کے لیے میونسپل کمیٹی نے دوسری جگہ تجویز کی اور انہیں وہاں سے اٹھوادیا۔ اس زمانے میں مولوی انشاء اللہ خان کئی مرتبہ ڈاکٹر صاحب سے ملنے گئے لیکن ہر مرتبہ یہی معلوم ہوا کہ علامہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے ایک دن جو گئے تو علامہ گھر پر موجود تھے۔ مولوی صاحب نے کہا ڈاکٹر صاحب! جب سے طوائفیں انارکلی سے اٹھوا دی گئی ہیں، آپ کا دل یہاں نہیں لگتا۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا مولوی صاحب! آخر وہ بھی تو وطن کی بہنیں ہیں۔

مولانا ظفر علی خان

"زمیندار" اخبار کے بانی تھے۔ علامہ کے حلقۂ احباب میں شامل تھے۔ روز نہیں تو ہر دوسرے تیسرے دن ان کے ہاں ضرور آتے تھے اور گھنٹوں صحبتیں رہتی تھیں۔

اکبر الہ آبادی

علامہ اقبال کے اکبر الہ آبادی سے گہرے مراسم تھے۔ دونوں کے درمیان دلچسپ خط وکتابت رہی ہے۔ علامہ نے ان کے تمام خطوط سنبھال کر رکھے تھے۔ ایک مرتبہ اکبر الہ آبادی نے علامہ اقبال کے لیے آم کی ایک پیٹی بھجوائی۔ علامہ نے اس کی رسید میں شعر لکھ بھیجا:

اثر یہ تیرے اعجازِ مسیحائی کا ہے اکبر
الہ آباد سے لنگڑا چلا، لاہور تک آیا

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

اشاعتِ اسلام کالج، لاہور کے پرنسپل رہے۔ ایک کہنہ مشق انشاء پرداز، بالغ نظر ماہرِ تعلیم اور سب سے بڑھ کر علامہ کی کتابوں کے شارح بھی ہیں۔ حکیم الامت کی صحبت میں حاضری کا شرف انہیں سالہا سال رہا۔ اور اس رفاقت کی نمایاں خصوصیت یہ رہی کہ انہیں علامہ سے خالص علمی و

فلسفیانہ انداز کے مباحث کا موقع ملا

ڈاکٹر رحمت اللہ قریشی

علامہ اقبال جب راونڈ ٹیبل کانفرنس میں شرکت کرنے لندن گئے تو وہاں علیل ہو گئے۔ وہیں ڈاکٹر رحمت اللہ قریشی کے زیر علاج رہے۔ قریشی صاحب نے اپنی سعادت اور خوش نصیبی سمجھ کر علامہ کے معالج کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ یہ علامہ اقبال سے اس قدر متاثر تھے کہ ایک دفعہ انہوں نے لندن سے ایک عزیز کے ہاتھ علامہ کو پیغام بھیجا کہ ڈاکٹر صاحب سے میرا سلام کہیے اور یہ عرض کیجیے کہ ماں اگر اولاد پیدا کرے تو اقبال جیسی ہو ورنہ ہم جیسے لوگوں کے دنیا میں آنے سے کیا فائدہ! اس پیغام کے موصول ہوتے ہی علامہ مسکرا کر بولے قریشی میں بھی بہت سی خوبیاں ہیں۔ وہ مہمان نواز ہیں جو پیغمبروں کا خاصہ ہے۔

مولانا غلام قادر گرامی

درویش صفت انسان تھے۔ ہوشیار پور، مشرقی پنجاب کے باشندے تھے، اپنے وقت کے خیام اور نظیری تھے۔ علامہ اقبال سے ان کے مراسم آخری دم تک بے حد خوشگوار رہے۔ جب کبھی لاہور آتے تو علامہ اقبال کے ہاں قیام کرتے۔ آپس میں کسی طرح کی معاصرانہ چشمک نہ تھی۔ علم و فکر کی محفلیں گرم رہتیں۔ انہیں فارسی زبان پر بڑا عبور حاصل تھا۔

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش درانی

بڑے مخلص، سرگرم، بے ریا کارکن صحافی تھے۔ تحریک خلافت و آزادی کے پرجوش مجاہد تھے۔ تحریک ترک موالات میں کالج چھوڑا۔ کابل کو ہجرت کی۔ واپس آئے تو صحافت اختیار کی۔ 'انقلاب'، 'زمیندار' اور 'احسان' میں کام کیا۔ آخر میں روزنامہ 'شہباز' جاری کیا۔ قیام پاکستان کے بعد عرصے تک صحافت سے وابستہ رہے۔

مولانا عبدالقادر

پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی کے ڈائریکٹر تھے۔ علامہ اقبال سے بے حد عقیدت رکھتے

تھے۔ اپنے دوست ڈاکٹر احسان اللہ کے ہمراہ کئی مرتبہ علامہ سے ملنے لاہور آئے۔ علامہ اقبال کو بھی پٹھانوں سے بے حد انسیت تھی، اور اسی موضوع پر وہ مولانا عبدالقادر سے دیر تک گفتگو کرتے رہتے تھے۔ مولانا عبدالقادر نے اقبال اکیڈمی کی وساطت سے علامہ اقبال کے کلام کے تمام مجموعوں کا اپنی نگرانی میں پشتو میں منظوم تراجم شائع کروائے۔

ڈاکٹر سید ظفر الحسن

علی گڑھ میں فلسفے کے مشہور استاد اور عاشقان اقبال میں سے تھے۔ علامہ، سید ظفر الحسن کی دعوت پر علی گڑھ گئے اور سید ظفر الحسن نے میزبانی کے فرائض انجام دیے۔

علامہ کے معالج

علامہ اقبال کو آخری عمر میں درد گردہ کی بیماری لاحق ہو گئی تو حکیم عبدالوہاب عرف حکیم نابینا کا علاج شروع کیا۔ ۱۰ جنوری ۱۹۳۴ء کو عید الفطر کی نماز شاہی مسجد میں ادا کرنے کے بعد، واپسی پر، علامہ کو سردی لگ گئی جس سے نزلے کی شکایت ہو گئی، پھر گلا بیٹھ گیا۔ مختلف ڈاکٹروں اور حکماء نے علامہ کا علاج کیا۔ ان میں ڈاکٹر جمعیت سنگھ، کپتان الٰہی بخش، حکیم محمد افضل، شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی، حکیم احمد یار خاں اور جرمن ڈاکٹر مسٹر سالز شامل تھے۔

علامہ کے ذاتی ملازمین

علی بخش، رحما اور دیوان علی علامہ اقبال کے ذاتی ملازمین تھے۔ دیوان علی، علامہ اقبال کی زندگی کے آخری دنوں میں آئے تھے۔ انہیں بے شمار پنجابی اشعار یاد تھے۔ رحما بیماری کے دنوں میں علامہ کے بازو، شانے اور پاؤں دابتے تھے۔ علی بخش، علامہ کے پرانے نمک خواروں میں ممتاز تھے جن کے ذمے علامہ کا حقہ تازہ کرنا، مہمانوں کے لیے چائے تیار کروانا اور علامہ کا بستر ٹھیک کرنا شامل تھا۔

علامہ اقبال کے احباب میں سے چند قابلِ ذکر ہستیوں کے نام یہ ہیں:

سر آغا خان، خواجہ عبدالرحیم بیرسٹر، مولانا حافظ محمد اسلم جیراجپوری، قاضی محمد اشرف، راجہ حسن اختر، میاں بشیر احمد مدیر "ہمایوں"، سر عبدالقادر بیرسٹر جنہوں نے "بانگِ درا" کا دیباچہ لکھا تھا، م۔ش (محمد شفیع)، ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی جنہوں نے "اقبال کے آخری دو سال" کے واقعات

لکھے ۔ سید نذیر نیازی جو علامہ اقبال کی زندگی کے اہم واقعات قلم بند کرتے رہے اور "اقبال کے حضور" نامی کتاب مرتب کی ، ممتاز حسن ، سر شہاب الدین ، عبدالمجید سالک ، غلام رسول مہر ، نواب احمد یار خان ، میاں امیر الدین رئیس لاہور ، ڈاکٹر عبدالحمید ملک ، ڈاکٹر عبدالحق اور شاہ نواز ممدوٹ ۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006